اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطرے کا سائرن

راوی روڈ کے گنجان آباد علاقے قلعہ لچھمن سنگھ میں ایک شیطان نما انسان نے جس سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے اسے اگر درندگی اور وحشی پن کہا جائے تو درندوں اور وحشیوں سے بہت بڑی زیادتی ہوگی' اور اگر اس حرکت کو سنگ دلانہ کہا جائے تو پتھروں سے شدید ناانصافی ہے۔ کیونکہ پتھر بھی کبھی خوف خدا سے دب اور پھٹ جاتے ہیں۔ اور اگر اسے ایک بہیمانہ حرکت قرار دیا جائے تو بھی دل مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ لفظ بہیمیت کا اطلاق محض ظلم و تشدد اور بے رحم طرز عمل پر ہوتا ہے جبکہ یہاں معاملہ بہت آگے کا ہے۔ ایک قبیح فعل اور قتل و غارت کو جس طرح جمع کیا گیا ہے اور جتنی کثیر تعداد میں کیا گیا ہے ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم اپنے جذبات اور احساسات کو صحیح طور پر اور موزوں الفاظ میں نوک قلم سے گزار کر قرطاس پر منتقل کر سکیں۔ ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اب پولیس حرکت میں آچکی ہے' انتظامیہ میں ہلچل مچی ہوئی ہے' سانپ کے نکل جانے کے بعد لکیر پیٹنے کا عمل حسب سابق جاری ہے۔ ہمیں بھی مرثیہ کہنے کے سوا کیا چارہ ہے۔ ابھی تو قانون اور مجرم کے درمیان بڑی گہری تاریکی حائل ہے۔ انتظامیہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے۔ اگرچہ پولیس مجرم کے دو ساتھیوں کو گرفتار کر کے ان سے تیس کے قریب وارداتوں کے ارتکاب کا اقرار کروا چکی ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے یہ حقیقی اعتراف جرم ہے یا پولیس کی پھرتیوں کا نتیجہ ہے۔

یوم جزا و سزا کا قیام ہمارے ایمان اور عقیدے کا جزو ہے۔ اور اگرچہ اس کے لئے کسی عقلی استدلال اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے لیکن فرض کیجئے مجرم گرفتار ہو جاتا ہے تو بھی دنیا کی بڑی سے بڑی عدالت اسے کیا سزا دے سکتی ہے' صرف اور صرف سزائے موت' اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کسی سزا کا تصور ہے نہ امکان۔ کوئی بڑے سے بڑا دہریہ بھی یہ ماننے سے انکار نہیں کر سکتا کہ ایسے جرائم کی سزا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اگر وہ رتی بھر بھی دیانت داری سے کام لے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہے کہ یقیناً کوئی ایسا وقت ضرور آئے گا جب جزا و سزا استحقاق اور انصاف کے ساتھ دینا ممکن ہوگا اور ایسا صرف قادر مطلق کر سکتا ہے بشرطیکہ ہدایت اس مجرم کے نصیب میں ہو۔

رانا جاوید اقبال' عمر تقریباً ۳۶ سال' دو بیویوں کا شوہر اور کچھ بچوں کا باپ۔ اس کے اپنے بقول وہ پانچ ماہ سے اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر رہا تھا۔ وہ سبزی منڈی' آزادی چوک اور داتا دربار کے قرب و جوار سے ایسے نو عمر لڑکوں کو گھیر لاتا تھا جن کی عمریں ۱۲ سے ۱۵ سال کے درمیان ہوتی تھیں۔ ان میں سے اکثر بچے گھر سے بھاگ کر یا ملازمت کی تلاش میں آئے ہوئے ہوتے تھے' وہ انہیں ملازمت اور سیر سپاٹے کا جھانسہ دیتا' ان سے فعل قوم لوط کا ارتکاب کرتا' پھر انہیں قتل کر کے بعد ازاں لاش کو تیزاب سے بھرے ہوئے ڈرم میں ڈال دیتا' اور جب ہڈیاں بھی گل سڑ جاتیں تو انہیں گٹر میں بہا دیتا۔ جو خط اس نے پولیس کے اعلیٰ آفیسر کو لکھا ہے اس کے مطابق اس نے جرائم کا یہ سلسلہ پولیس کے رویئے کے خلاف انتقامی جذبے سے شروع کیا۔ بقول اس کے کہ اس کی ماں تھانے اور ہسپتال کے چکر لگاتی لگاتی مر گئی لیکن پولیس نے اس پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں سے نہ صرف درگزر کیا بلکہ الٹا اس کے خلاف پرچہ درج کر لیا اور پھر بہت بھاری رشوت لے کر اسے اس مقدمہ سے فارغ کیا۔ اس پر اس نے معاشرے سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ یعنی ایک بار پھر یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک شخص کو مجرم بنانے میں پولیس نے اہم رول ادا کیا۔ اس نے یہ مکان خاص طور پر اس مقصد کے لئے کرایہ پر حاصل کیا یعنی یہاں وہ صرف واردات کا ارتکاب کرنے آتا تھا' وگرنہ مکان کو قفل پڑا رہتا تھا۔ یہ سب کچھ یکدم وقوع پذیر نہیں ہوا کرتا' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشی' معاشرتی' سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے ایک انحطاط پذیر معاشرہ اپنے عبرت ناک انجام کی طرف اب بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ معاشی لحاظ سے صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف دولت معاشرے کے صرف بڑوں کے درمیان گھوم رہی ہے جو اسے اللوں تللوں میں اڑا رہے ہیں جس سے معاشرتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف ایسے گھرانے ہیں جو اپنے بچوں کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتے۔ ناپختہ ذہن کے بچے یہ سوچ کر گھروں سے فرار ہو جاتے ہیں کہ کوئی مارے پیٹے گا ضرور لیکن کھانے کو تو دے گا۔ وہ اپنے گھر کو جہنم قرار دے کر بھاگ نکلتے ہیں اور پھر کسی رانا جاوید کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر والدین اس کی اطلاع انتظامیہ کو بھی نہیں کرتے؟ کیوں اور کیسے کریں؟ وہ کیسے قانون کے ان محافظوں کو اطلاع دیں جنہوں نے تھانوں اور کچہریوں کو شکار گاہ بنایا ہوا ہے۔ جب کوئی شکار ان کی حدود میں داخل ہوتا ہے تو وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہیں اور پوری قوت سے اس کا خون نچوڑ لیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہماری حکومتیں ان سے عوام کی حق تلفی پر بازپرس نہیں کرتیں' بلکہ انہیں اپنے سیاسی حریفوں کے تعاقب میں لگائے رکھتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ مجھے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی تاکید کی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ ہمسائے کو بھی وراثت میں حصہ دار نہ ٹھہرا دیا جائے۔ خود نبی اکرمؐ نے ہمسایوں کے حقوق کے معاملے میں مسلمانوں کو بہت تاکید فرمائی' لیکن افسوس صد افسوس کہ حضور ﷺ کے امتیوں کا یہ حال ہے کہ کسی نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ محلہ کے ایک مکان میں اکثر و بیشتر قفل کیوں لگا رہتا ہے اور ایک اکیلا شخص کبھی کبھار یہاں کیا کرنے آتا ہے اور ان کی دیوار کے سائے میں کتنا خوفناک اور گھناؤنا جرم ہو رہا ہے۔ ہمسایوں کا یہ طرز عمل معاشرے کی بے حسی اور لاتعلقی کا آئینہ دار ہے۔ ہم اپنے ذاتی مفاد سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کو تیار نہیں۔ درحقیقت یہ اس سوچ اور فکر کا نتیجہ ہے اور اس عمل کا ردعمل ہے کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ اللہ' رسول اور آخرت محض نوک زبان پر ہیں اور ہمارا عمل یہ ثابت کرنے سے قاصر ہے کہ ہم ان پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں۔ یاد رکھئے' معاشرہ اپنے فرد سے کچھ دور یا کچھ بلند تو ہو سکتا ہے' بہت دور یا بہت بلند نہیں ہو سکتا۔ ہم رانا جاوید اقبال سے کتنے دور یا کتنے بلند ہوں کہ انسان کہلا سکیں۔ کیا اب بھی ہم سوچیں گے یا نہیں کہ پرنٹ اور الیکٹرک میڈیا ہمیں کس طرف لے جا رہا ہے؟ یہ گلی گلی میں کھلنے والی وڈیو کی دکانیں کیا زہر گھول رہی ہیں؟ یہ راتوں رات کروڑ پتی بننے کی سکیمیں ہمیں کس طرف گھسیٹ رہی ہیں؟ مال و دولت دنیا کی بے جا محبت اور مغرب کی اندھی تقلید نے اس قوم کو دیوانہ بلکہ جنونی بنا رکھا ہے۔ سانحہ راوی روڈ بہت بڑے خطرے کا سائرن ہے۔ اے میری قوم کے لوگو! رجوع کرو۔ پلٹو اور دوڑو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف' وگرنہ یاد رکھو! ایسے ہی اعمال اور افعال کی مرتکب قومیں عبرت کا نشان بنا دی گئیں۔ خطرے کا سائرن بج گیا ہے۔ اللہ کی کتاب اور رسولؐ کی سنت ہی وہ واحد خندق ہے جو ہماری محفوظ پناہ گاہ ثابت ہو سکتی ہے۔ باقی تمام پناہ گاہیں دشمن کا بچھایا ہوا جال ہیں جس میں پھنس کر ہماری دنیا اور آخرت تباہ ہو جائے گی۔ وما علینا الا البلاغ۔

آج عبادت کا وہ وسیع تصور جو قرآن نے ہمیں دیا ہے ہمارے ذہنوں سے خارج ہو چکا ہے

رمضان کے دوگونہ پروگرام میں دن کے روزے کا حاصل ضبطِ نفس اور قیام اللیل کا مقصد روح کو بیدار کرنا ہے

عظمت و حکمتِ صوم اور فضیلتِ صیام و قیامِ رمضان المبارک

کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطابِ جمعہ

بمقام : جامع مسجد دار السلام باغ جناح لاہور' بتاریخ ۳/ دسمبر ۱۹۹۹ء

تلخیص : فرقان دانش خان

حضرات! رمضان المبارک کی مناسبت سے عظمت و حکمت صوم اور صیام و قیامِ رمضان کے دوگونہ پروگرام پر گفتگو سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ دین صحیح تصورِ عبادت اور ہمارے تصورِ عبادات میں کیا فرق ہے؟ درحقیقت جب مسلمانوں کا زوال شروع ہوا ہمارے دینی تصورات محدود ہونے لگے تو ہم نے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ یعنی ارکانِ اسلام ہی کو پورا دین سمجھ لیا اور عبادت کی اصطلاح صرف انہی کے لئے استعمال ہونے لگی۔ یہ بہت بڑی بنیادی غلطی ہے۔ چنانچہ لفظ عبادت کا درست مفہوم جاننے کے لئے قرآن مجید کے ان چند مقامات کا مطالعہ کیا جائے جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ البقرہ کے تیسرے رکوع سے جہاں قرآن اپنی دعوت کا آغاز کرتا ہے وہاں فرمایا گیا : ﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ "اے لوگو بندگی اور پرستش کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے جو گزر چکے انہیں بھی پیدا کیا تاکہ تم بچ سکو"۔ یہ قرآن کی دعوت کا مرکزی نکتہ ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء و رُسل کی دعوت کا مرکز و محور بھی یہی بات تھی۔ قرآن کریم میں جہاں بہت سے رسولوں کا نام بنام تذکرہ آتا ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ انہوں نے یہی دعوت دی : ﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ﴾ "کہ اللہ کی بندگی کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں"۔

سورۃ الذاریات کی اس آیت کے مطابق تو "عبادتِ رب" کو مقصد و غایت تخلیق انس و جن قرار دیا گیا ہے ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ ﴾ "میں نے جن و انس کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ میری پرستش کریں"۔ یہاں عبادت سے مراد یہ ہے کہ پوری زندگی میں اللہ کی اطاعت اختیار کی جائے۔ شیخ سعدیؒ نے اس آیت کا مفہوم اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی!

بندہ وہ ہے جو ہمہ تن' ہمہ وقت اپنے آقا کی مرضی پر چل رہا

منبر و محراب

ہے۔ ملازم اور غلام میں یہی فرق ہوتا ہے۔ ملازم کو کسی خاص کام کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اسکے اوقات اور کام کا تعین کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کو خانساماں رکھا گیا ہے تو آپ اس سے ٹائیلٹ کی صفائی کا کام نہیں لے سکتے۔ اسی طرح کوئی ملازم ڈیوٹی کے اوقات کے دوران تو آپ کا دیا ہوا کام کرے گا' اس کے بعد وہ آپ کا پابند نہیں جبکہ غلام تو اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے اپنے مالک کے احکامات کا پابند ہوتا ہے۔ آقا جو حکم دے اسے بجالاتا ہے۔ وہ کسی حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا۔ عربی میں غلام کو عبد کہتے ہیں۔ اسی سے لفظ عبادت بنا ہے۔ لہٰذا عبادت کا مطلب ہوا کہ ہمہ تن' ہمہ وقت اللہ کی بندگی اس کی محبت سے سرشار ہو کر کی جائے۔ اگر محبت کا جذبہ شامل نہیں تو یہ عبادت نہیں۔ چنانچہ بندگی اور پرستش کے امتزاج سے جو طرزِ عمل سامنے آتا ہے وہ عبادت کہلائے گا۔

اس بندگی "یا عبادتِ رب" کی راہ میں کئی چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ ان میں سے ایک شے مال کی محبت ہے۔ دنیا کے کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ انسان میں نسیان کا مادہ موجود ہے' لہٰذا بندگی کے تقاضے پورے کرنے میں دوسری رکاوٹ غفلت ہے۔ تیسرے انسان کا نفس بندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے میں مانع ہوتا ہے۔ ان تینوں رکاوٹوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ نے چار عبادتیں (نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ) فرض کی ہیں۔ ان کے لئے قرآن میں کہیں لفظ عبادت استعمال نہیں ہوا ہے۔ ان کے لئے صحیح لفظ ہے کہ یہ مراسم عبودیت ہیں۔ یعنی یہ اپنے مالک سے اظہار عبدیت کے طور طریقے یا شکلیں ہیں۔ چونکہ قرآن میں جہاں لفظ عبادت آیا اس سے لوگ عام طور پر یہی ارکان اسلام مراد لیتے ہیں اس لئے بندگی کا سارا وسیع تصور ہمارے ذہنوں سے خارج ہو چکا ہے۔

درحقیقت غفلت کی رکاوٹ دور کرنے کے لئے نماز فرض ہوئی ہے کہ انسان پانچ وقت اپنے معمولات کو چھوڑ کر آئے اور اللہ کے ساتھ عہد بندگی تازہ کرے۔ حفیظ جالندھری کا بڑا خوبصورت شعر ہے ؎

سرکشی نے کر دیئے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں!

نفس کے حیوانی تقاضوں کا علاج روزہ ہے کہ بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت ڈالو' شہوت پر کنٹرول حاصل کرو' تاکہ تم نفس کے بندے نہ بن جاؤ۔

اسی طرح دولت کی محبت کو کھرچنے کے لئے زکوٰۃ فرض کی گئی۔ جیسے بوتل کے اوپر کوئی کارک لگا ہو تو بوتل سے کچھ نہیں نکل سکتا۔ کارک ہٹا کر ہی بوتل سے کچھ نکالا جا سکتا ہے۔ یہی زکوٰۃ کی حکمت ہے کہ زکوٰۃ دینے کے بعد ہی انسان اپنے فطری بخل سے بچ سکتا ہے۔

حج میں یہ ساری چیزیں جمع کر دی گئی ہیں۔ حج میں پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ والا معاملہ بھی آ گیا۔ اس میں محنت و مشقت سے بھی سابقہ پیش آتا ہے اور احرام کی حالت میں اکثر وہی پابندیاں ہیں جو روزے کی حالت میں ہوتی ہیں' مثلاً تعلق زن و شو وغیرہ کی ممانعت

ہوتی ہے۔ حج میں جو طواف اور تلبیہ وغیرہ ہیں وہ نماز کے قائم مقام ہو گئے۔ گویا حج تینوں مراسم عبودیت کا جامع ہے۔ یہ ہے عبادت رب اور عبادات یعنی مراسم عبودیت کا فرق۔

اب آیئے اصل موضوع کی طرف کہ روزے کی کیا حکمتیں ہیں۔ ایک حدیثِ قدسی کی رو سے اللہ تعالیٰ نے روزے کی عبادت کو باقی مراسم عبودیت سے علیحدہ کردیا ہے' کیونکہ بندے کو اپنے ہر نیک عمل کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا' لیکن روزہ کے بارے میں فرمایا : ((اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ)) "روزہ تو خاص میرے لئے ہے' میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا — یا — میں خود ہی اس کا بدلہ ہوں"۔

اس کی وجہ کیا ہے کہ روزے کو تمام عبادات پر یہ فوقیت حاصل ہے؟ وجہ یہ ہے کہ انسان کا وجود مرکب ہے۔ اس میں ایک حیوان بھی ہے اور ایک فرشتے سے افضل وجود بھی اس میں موجود ہے جسے رُوح کہتے ہیں۔ اس روح کو اللہ نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ قرآن میں دو جگہ یعنی سورۂ ص اور سورۃ الحجر میں فرمایا گیا : "جب میں آدم کے پتلے کو پوری طرح تیار کردوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو گر پڑنا اس کے سامنے سجدے میں"۔ انسان کا حیوانی وجود مٹی سے ہے' جبکہ روح کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ گویا انسان میں دو چیزیں گوندھ دی گئی ہیں۔ اس میں ایک فرشتہ بھی موجود ہے' یعنی روح اور اس میں ایک حیوان بھی موجود ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎

آدمی زادہ طرفہ معجون است
از فرشتہ سرشتہ وز حیوان

انسان کے ان دونوں وجودوں کے مابین ایک کشاکش جاری رہتی ہے' کیونکہ دونوں کے تقاضے بالکل جدا ہیں۔ یہ روحانی وجود جہاں سے آیا ہے اس کی توجہ اس طرف ہوتی ہے' یعنی روح اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہتی ہے۔ لیکن یہ حیوانی وجود چونکہ زمین سے آیا ہے' لہٰذا یہ زمین کی طرف کھینچتا ہے۔ اسی طرح انسان کی تمام حیوانی ضرورتیں بھی زمین ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ مثلاً خوراک' لباس وغیرہ زمین ہی سے متعلق ہیں۔ گویا حیوانی وجود جہاں سے آیا ہے وہیں سے اس کی تقویت کا سامان بھی آیا ہے۔ یہ رُوح امر رب ہے اور کلامِ رب اس کی غذا ہے۔ روزہ تو دراصل ضبط نفس کے لئے ہے تاکہ انسان اپنے حیوانی وجود پر قابو پا کر اپنی روح کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ گویا روزے میں ایک مشق ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے حکم کے باعث حلال ذرائع سے بھی اپنے نفسانی تقاضے پورے نہ کرے۔ یعنی انسان اپنی خودی کو خدا کے سامنے جھکانے کی مشق کرتا ہے۔ رمضان میں رُوح کی تقویت کے لئے بھی سامان موجود ہے۔ احادیث کی رو سے رمضان کا پروگرام دوگونہ ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار شعبان کی آخری شب ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو تم پر سایہ فگن ہو گیا ہے ایک بہت عظمت والا مہینہ' جو بہت بابرکت مہینہ ہے' جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ نے اس مہینے میں دن کا روزہ فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں کھڑے رہنے کو تمہاری مرضی پر چھوڑ دیا ہے"۔ اگرچہ رمضان میں رات کے قیام کو فرض نہیں کیا گیا لیکن ترغیب و تشویق کا پہلو تو موجود ہے۔ اس کو فرض نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بہت سے لوگ دن بھر مزدوری کرتے ہیں' ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ دن بھر روزہ رکھ کر رات کو قیام بھی کریں۔ سورۂ مزمل کی رو سے قیام اللیل سے مراد ہے دو تہائی شب' نصف شب یا کم از کم ایک تہائی شب میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کی جائے۔ گویا نصف یا ایک تہائی شب سے کم قیام کو قیام اللیل نہیں کہا جا سکتا۔

اس تناظر میں ایک متفق علیہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے رمضان المبارک کے دوران روزہ رکھا ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے' جو کھڑا رہا رمضان کی راتوں میں ایمان اور احتساب کے ساتھ تو اس کے بھی پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور جو (خوش نصیب) لیلۃ القدر میں کھڑا رہا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے بھی تمام گناہ معاف ہو جائیں گے"۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث میں روزہ اور رات کا قیام ایک دوسرے کے متوازی بیان ہوئے ہیں اور ان کے لئے جو صیغہ استعمال ہوا ہے وہ ہم قافیہ ہے۔ لہٰذا جیسے روزہ ایک گھنٹے کا نہیں ہوتا تو ایک گھنٹے کی تراویح سے رات کے قیام کا حق کیسے ادا ہو گا؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "قیامت کے دن روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا : اے پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو دن بھر کھانے پینے اور جنسی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا' اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے۔ قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا' میری شفاعت اس کے حق میں قبول کیجئے۔ تو ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی"۔ کیا ایک گھنٹے کی تراویح سے ہم قرآن کی اس شفاعت کے حق دار ہو سکیں گے؟ جیسے روزہ دن بھر کا تھا ایسے ہی یہ رات بھر کا قیام ہے' جس کی کم سے کم شکل سورۂ مزمل کے اعتبار سے ایک تہائی رات ہے۔

اس دوگونہ پروگرام کا حاصل یہ ہے کہ اپنے مرکب وجود میں آپ نے دن میں روزہ رکھ کر حیوانی تقاضوں کو دبایا اور رات کو کھڑے ہو کر قرآن سے روح کو سیراب کیا' جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ رُوح جو دبی ہوئی تھی' سسکی ہوئی تھی' بے ہوش پڑی تھی' جس کی آپ نے کبھی خبر ہی نہ لی تھی۔ اس کو بالیدگی حاصل ہو گی۔ آپ کو تو اپنے جسم کی خبر تھی' کوئی چھوٹی سی پھنسی بھی جسم پر نکلی تو آپ نے اس کے علاج کے لئے بھرپور توجہ کی' لیکن آپ نے روح کی فکر تو کبھی نہیں کی' اس کو تو یکسر نظر انداز کیا۔ بلکہ ہم میں سے اکثر تو اس حقیقت سے بھی ناواقف ہیں کہ ہمارے وجود میں جسم اور جان کے علاوہ رُوح بھی موجود ہے۔ ہمارا تو وہ حال ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے : "اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا"۔ کیا ابوجہل یا ابولہب اپنے جسم سے غافل تھے؟ نہیں' وہ اپنی روح سے غافل تھے۔ لہٰذا روح کی طرف سے جو غفلت تھی رمضان کے اس دو آتشہ پروگرام سے اس کی تلافی ہو گی اور روح کو تقویت حاصل ہو گی۔ جب رُوح جاگے گی تو "کُلُّ شَیْءٍ یرجع الٰی اصلہ" (ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے) کے مقولے کے مصداق وہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو گی۔ انسان کی رُوح کا اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہی مقصود ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ((اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ)) کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یعنی وہ نماز جو حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے وہ ایسے ہے کہ انسان اللہ کے روبرو کھڑا ہے گویا اسے معراج کی کیفیت حاصل ہے۔ رُوح کا منبع و مرکز ذاتِ باری تعالیٰ ہے' جبکہ حیوانی وجود کا منبع یہ مٹی ہے۔ روح کو اس دنیا میں امتحان کے طور پر جسم کے ساتھ نتھی کیا گیا۔ انسان کا امتحان یہ ہے کہ وہ اپنے حیوانی وجود کی طرف متوجہ رہتا ہے یا روح کی طرف بھی توجہ کرتا ہے' بمصداق الفاظ قرآنی : ﴿ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ "اس نے موت اور زندگی کو وجود بخشا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے!"۔

اب یہ سمجھئے کہ تراویح کے موجودہ نظام کی حقیقت کیا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔ ہمارے ہاں جو تراویح کا معاملہ ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ بالکل بے بنیاد ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کا کوئی نظام نہیں دیا۔ زوردار ترغیب اور تشویق تو ہے کہ راتوں کو کھڑے رہو' لیکن اسے فرض نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کوئی نظام بھی نہیں دیا کہ بیس پڑھو یا آٹھ رکعتیں

پڑھو۔ بس آپؐ نے رمضان میں تہجد کے وقت تین دن آٹھ آٹھ رکعتیں باجماعت پڑھائی ہیں، لیکن چوتھے دن آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں نے یہ نماز تمہیں مسلسل پڑھائی تو یہ تم پر فرض کر دی جائے گی، جو جتنا کر سکے اتنا کرے اور بقدر ہمت راتوں کو کھڑا رہے۔ چنانچہ حضور ﷺ اور ابوبکر ؓ کے زمانے میں تراویح کی نماز نہیں تھی۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں یہ ہوا کہ ایک روز آپؓ رات کے وقت مسجد میں داخل ہوئے تو مختلف لوگ الگ الگ ٹکڑیوں میں کھڑے مختلف حفاظ سے قرآن سن رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ کیا یہ بہتر نہیں کہ سب ایک امام کے پیچھے جمع ہو جائیں۔ آپؓ نے مزید یہ کیا کہ اسے عشاء کی نماز کے ساتھ جوڑ کر بیس رکعتوں کا نظام بنا دیا تاکہ سب مستفید ہو سکیں۔ اس طرح یہ ہوا کہ جو شخص قیام کا حق ادا نہیں کر سکتا وہ بالکل محروم نہ رہ جائے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کی رُو سے کہ "تم پر لازم ہے کہ میری سنت کی پابندی کرو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر بھی عمل کرو" فقہ میں تراویح کی اس شکل کو لازم کر دیا گیا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قیام اللیل کی اصل غرض وغایت پوری ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ تو ان لوگوں کے لئے کمترین صورت ہے جن کے لئے اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔ دن کا روزہ اور رات کا قیام کا حق ادا کرنے کے لئے تو ضروری ہے کہ کم از کم نصف شب قرآن کے ساتھ قیام کیا جائے۔

اسی حق کی ادائیگی کے خیال سے ہم نے دورۂ ترجمہ قرآن کا ایک سلسلہ آج سے سترہ اٹھارہ برس قبل شروع کیا تھا، جس کے بارے میں حفیظ کے اس شعر کے مصداق ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ خاص ہماری ایجاد ہے ؎

کیا پابند نے نالے کو میں نے
یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری!

جب ہم نے تحریک دعوت رجوع الی القرآن شروع کی تھی تو اس میں یہ بات سامنے آئی کہ رمضان المبارک تو نزول قرآن کا مہینہ ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ اور جس کے لئے یہ معاملہ رکھا گیا ہے کہ اللہ نے دن کے روزے کو فرض کیا اور رات کے قیام کو مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ لیکن تراویح کا مروجہ نظام قیام اللیل کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ چنانچہ ہم نے آغاز میں تراویح کے ساتھ ساتھ خلاصۂ مباحث قرآن بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مگر اس سے بھی تشنگی باقی رہی۔ بالآخر ۱۹۸۴ء میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام شروع کیا گیا اور تراویح میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ حافظ صاحب نے اگلی چار رکعت میں قرآن کے جتنے حصے کی تلاوت کرنی ہے اس کا پہلے ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کر دی جائے تاکہ جب نماز میں کھڑے ہوں تو کچھ نہ کچھ قرآن کا مطلب سمجھ میں آتا رہے، کیونکہ ؎

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

یہ ہے اصل حکمت نماز تراویح کی۔ ورنہ جیسا کہ ہمارے ہاں معاملہ ہے کہ نہ امام کو معلوم کہ کیا پڑھا ہے نہ مقتدی کو پتہ کہ کیا سنا ہے۔ لہٰذا وہ ایک مشقت تو ہے اور اس کا ثواب مل جائے گا، لیکن اس کا جو اصل مقصود ہے وہ پورا نہیں ہوگا۔ آپ کو وہ بیداری حاصل نہیں ہوگی جسے گویا کہ کہا جا سکتا ہے کہ روحانی طور پر آپ کا نیا جنم ہوا ہے۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ صیام اور قیام رمضان کا حق ادا کیا وہ اختتام رمضان پر ایسا ہے کہ جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے پیدا کیا ہے۔

حالاتِ حاضرہ

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جامع مسجد دارالسلام میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہا کہ طیارہ کیس کو انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت لانے کی خاطر مذکورہ ایکٹ میں تبدیلی کرنے سے موجودہ فوجی حکومت کا کوئی اچھا تاثر قائم نہیں ہوا۔ اگر یہ کیس دہشت گردی ایکٹ کے زمرے میں نہیں آتا تھا تو مناسب تھا کہ ملک کی دوسری عدالتوں میں اس کی سماعت کروائی جاتی۔

امیر محترم نے کہا کہ امریکی صدر کلنٹن کی رضاجوئی کے لئے ہمیں کشمیر، افغانستان یا اسامہ بن لادن کے حوالے سے اپنے اصولی موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہئے۔ بھارت سے تعلقات معمول پر لانے کے سلسلے میں موجودہ حکومت کا کشمیر کے مسئلے کو سرفہرست رکھنا درست موقف ہے۔ اسی طرح ہمیں افغانستان سے اپنے تعلقات امریکی مفادات پر قربان نہیں کرنا چاہئیں۔ صدر کلنٹن سو بار پاکستان آئیں لیکن ان کی خوشامد کی خاطر ان کے مطالبات کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہرگز مناسب نہیں۔

ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ماضی کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہماری سوچ جمہوری ہے نہ ہمارے ہاں جمہوری روایات پختہ ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہمارے ہاں مغربی طرز کی جمہوریت کے چلنے اور پنپنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اس لئے نیشنل سیکورٹی کونسل کے قیام اور تھنک ٹینک کی شمولیت کے ساتھ کسی جمہوری حکومت کے قیام کے بارے میں اعجاز الحق کا مجوزہ پیکیج بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فوج ایک منظم ادارہ ہے اور بھارت جیسے ازلی دشمن کے ہوتے ہوئے ہمیں مضبوط فوج کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے ایک ڈیٹرنٹ سے کم نہیں۔ اگر فوج کو اقتدار میں شامل کر لیا جائے تو فوج کو بار بار مداخلت نہیں کرنا پڑے گی اور یوں سیاسی عمل تعطل کا شکار ہونے سے بھی بچ جائے گا۔ انہوں نے کہا چونکہ اعجاز الحق کے پیکیج کو روبہ عمل لانے کے لئے آئین میں ترمیم کرنی پڑے گی اس لئے اگر اس کے ساتھ دو چیزیں مزید شامل کر لی جائیں تو یہ فارمولا مکمل ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ آئین میں نفاذ دین کے حوالے سے جو خلا ہیں انہیں پُر کیا جائے تاکہ قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہو سکے۔ دوسرے پارلیمانی طرز حکومت کے بجائے امریکی طرز کا صدارتی نظام اپنایا جائے اور صوبوں کی تعداد بڑھا کر انہیں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ ترقیاتی کام بلدیاتی اداروں کے ذریعہ ہونا چاہئیں اور مقننہ سے ترقیاتی کاموں کی بجائے قانون سازی ہی کا کام لینا چاہئے۔

امیر تنظیم اسلامی نے سو بچوں کے قتل کی خبر کو روح فرسا قرار دیتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمارے معاشرے میں اگر انسانی شکل وصورت میں ایسے سفاک درندے موجود ہیں تو معاشرے میں بحیثیت مجموعی کوئی خرابی موجود ہے۔ جس کا دور کیا جانا بہت ضروری ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) [رواه البخاري وابوداؤد والترمذي]

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے (روزہ رکھ کر) جھوٹ اور اس پر عمل نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔

روزہ کے فوائد اور حکمتیں

تحریر: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کے آخری دن آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"اے لوگو! ایک عظمت اور برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو چکا ہے' اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور اس مہینے میں قیام اللیل نفلی ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ ہے اس مہینے میں مومن کا رزق زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اسے جہنم سے نجات مل جاتی ہے۔"

افسوس آج ہم روزے کے اصل مقصد یعنی حصول تقویٰ اور ضبط نفس سے بے خبر ہیں۔ اسی طرح روزے کی دونوں شرائط یعنی ایمان اور احتساب سے بھی ہم غافل ہیں۔ اگر ہماری نمازیں دکھاوے کی ہوں اور روزے نمائشی ہوں تو ظاہر ہے ہم روزوں کے فیوض و برکات سے محروم رہیں گے۔ اسی لئے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو اپنے روزوں سے بھوک اور پیاس کی اذیت کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔"

بخاری میں درج شدہ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو :

"اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ اور غلط کاریوں سے نہیں بچتا تو اس کا کھانا پینا چھڑانے سے اللہ کو کوئی دلچسپی نہیں۔"

روزہ کو فواحش' منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ حرام روزی اور غیبت روزوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے :

"روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔"

حضرت محمد ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے :

"ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

"آدمی کے ہر عمل کا ثواب (خدا تعالیٰ کے ہاں) دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہو جاتا ہے (لیکن روزے کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"مگر روزہ تو خاص میرے لئے ہے۔ اس لئے اس کا ثواب میں اپنی مرضی سے جتنا چاہوں گا دوں گا۔"

ایک اور جگہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا تعین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تھا تو تاجدار انبیاء حضرت محمد ﷺ کا رنگ مبارک بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں خوف غالب آ جاتا تھا۔ رمضان المبارک غم خواری کا مہینہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ رمضان المبارک میں بالخصوص مساکین اور غرباء کی امداد فرماتے اور اپنی افطاری اور سحری میں انہیں شریک فرماتے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ رمضان کا یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کا آغاز رحمت ہے اور اس کا درمیانی حصہ معافی ہے اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔

روزہ فلاح دارین کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس دنیاوی زندگی میں جہاں اس کے روحانی' جسمانی' طبی اور اجتماعی فوائد ہیں' اخروی زندگی میں فلاح اور بخشش وہ بڑی نعمتیں ہیں جو روزے کا اجر ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام باب الریان ہے اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ روزے کا ایک اور بڑا اجر اللہ تعالیٰ کی زیارت ہے جو روزے دار کو اخروی زندگی میں نصیب ہو گی۔ یہ زیارت حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث سے ثابت ہے۔ فرمایا :

"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اس وقت ہو گی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔"

روزے کے فرض ہونے کی حکمت قرآن حکیم سے معلوم ہوتی ہے اور وہ ہے حصولِ تقویٰ۔ تقویٰ کے معنی پرہیزگاری کے ہیں۔ تقویٰ دل کی وہ کیفیت ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔ روزے کا اصل مقصد انسان کی خواہشات کو اللہ کے احکام کے تابع کر کے اسے متقی بنانا ہے۔ جب ایک روزے دار رمضان کے پورے مہینے میں کھانے' پینے اور نفسانی خواہشات پر قابو رکھتا ہے تو وہ اخلاقی برائیوں سے اجتناب کرتا ہے اور اپنا اکثر وقت عبادات اور نیک کاموں میں صرف کرتا ہے۔ روزہ خواہشات پر قابو پانے کی تربیت کے ساتھ انسانیت کی خودپسندی اور انانیت کا بھی موثر علاج ہے۔ روزے کے طبی اور اجتماعی فوائد بھی ہیں۔ ایک ماہ تک دن کے دوران معدے کا خالی رہنا صحت کے لئے مفید ہے اور انسان کو پیچیدہ بیماریوں سے نجات دلاتا ہے۔ روزہ رکھنے سے قناعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے ناداروں کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پوری ملت اسلامیہ روزے رکھتی ہے تو اس سے باہمی یگانگت کو فروغ ملتا ہے۔

رمضان المبارک مسلم امہ کے لئے رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے لیکن ہم پاکستانیوں کے لئے رمضان المبارک اور اس کی ایک مبارک رات خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو پاکستان کی تشکیل ہوئی۔ گویا ستائیس رمضان المبارک تشکیل پاکستان کی سالگرہ بھی ہے اور خدا سے کئے ہوئے ہمارے اس عہد کی تجدید کا موقع بھی ہے کہ اس مملکت خداداد میں شریعت مصطفویؐ کا نفاذ ہو گا۔

کائناتِ رنگ و بُو کی تسخیر

بشیر احمد اعوان' میانوالی

تجسس بڑھ گیا میرا گلستاں میں بہاروں سے
نیا جذبہ ہوا بیدار فطرت کے نظاروں سے
تلاطم آشنا ہوتی ہے جب موجِ بحر کوئی
تو کر لیتی ہے پھر راہیں جدا ساکن کناروں سے
چلے چل جذبۂ تعمیر گلہائے چمن لے کر
نہ اے بادِ صبا مشروط ہو جانا بہاروں سے
اٹھیں جو کائناتِ رنگ و بُو تسخیر کرنے کو
نہیں رکتے قدم وہ آتشیں پیکر پہاڑوں سے
کٹا تا گردنیں راہِ خدا میں جن کی منزل ہو
گرا دیتے ہیں باطل کی وہ دیواریں اشاروں سے
رہے پیش نظر جن کے "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ"
نگاہیں ان کی ہٹ جاتی ہیں غیروں کے سہاروں سے
خدائے واحد کی رزاقی پر ہو کامل یقیں جن کو
طلب کرتے نہیں وہ بھیک جا جا کر ہزاروں سے
لکیریں اپنے ہاتھوں میں ہیں خود اپنے مقدر کی
بشیر ان کا تعلق کچھ نہیں بے جان ستاروں سے

میں اعتراف کرتی ہوں کہ مسلمان خواتین کو ہم سے زیادہ حقوق حاصل ہیں

بی بی سی کی فلم "اسلامی زندگی" کی پروڈکشن کو آرڈی نیٹر "میری واکر" کی باتیں

جب میں نے "اسلامی زندگی" نامی پروگرام کی ٹیم میں شمولیت اختیار کی تو اسلام کے متعلق میرے نظریات تعصب اور جہالت میں لتھڑے ہوئے تھے' اس وقت میرا خیال تھا کہ اسلامی مذہب کے اصول و ضوابط ایک عورت کے حق میں نہیں ہیں۔ بلکہ عورت کو ناپسندیدہ خیال کیا جاتا ہے۔ میں سوچتی تھی کہ پردہ عورت پر ظلم کی ایک علامت ہے جس کی وجہ سے اسے کوئی دیکھ سکتا ہے نہ کوئی اس کی آواز سن سکتا ہے' پردہ عوت کو گمنامی عطا کرتا ہے' میری نظر میں اس ظلم کا اس کے سوا کوئی مقصد نہ تھا کہ اسے محض اپنے خاندان اور گھر کی خدمت پر مامور رکھا جائے اور اس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو' وہ خاندان کے بزرگوں کی خواہشات کی پابند ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک عورت کا کیا مقام ہوتا ہے؟ ان باتوں سے ہی اس کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ خدائی قانون کے نام پر اسے صرف بیوی اور ماں کے کردار ادا کرنے تک محدود رکھا گیا ہے۔

"اسلامی زندگی" نامی فلم تقریباً دو برسوں میں مکمل ہوئی اس سلسلے میں ہماری ٹیم نے انیس ممالک کے دورے کیے۔ میں اس ٹیم کی واحد خاتون رکن تھی باقی سب مرد تھے۔ دوروں کے دوران مجھے محسوس ہوا کہ ان ممالک میں ملنے والے افراد (مسلمان) میرے ساتھ ایک خاص برتاؤ کرتے ہیں جس میں احترام کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ میرے ذہن میں تھا کہ ان ملکوں میں مجھے کہیں کوئی عورت دیکھنے کو نہ ملے گی' کہیں مجھے کوئی نسوانی آواز سنائی نہ دے گی مگر صورت حال اس کے برعکس تھی۔

ہمارے سفر میں شامل پہلا ملک "مالی" تھا۔ یہاں عورتوں نے اپنے جسم مکمل طور پر چھپائے ہوئے تھے جبکہ مرد چھوٹی آستینوں کی قمیض پہنے گھوم پھر رہے تھے۔ میں محسوس کرنا چاہتی تھی کہ ایک مسلمان خاتون اس تضاد کو کیسے محسوس کرتی ہے؟

"مالی" میں جس پہلی مسلمان خاتون کے ساتھ میری ملاقات ہوئی' وہ میرے ذہن کے اندر موجود خاکے سے بہت دور تھی جو میں نے ایک مسلمان خاتون کے حوالے سے بنایا ہوا تھا۔ وہ ایک ایسے فرد کی اہلیہ تھی جس نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی طرف مائل کرنے کے لئے وقف کر دی تھی۔ یہ خاتون نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی بلکہ ایک دانش ور کی شریک حیات تھی۔ اس نے مغربی طرز زندگی پر چار حرف بھیجتے ہوئے پردے اور حجاب کی زندگی کو اختیار کیا تھا۔ میرے خیال کے مطابق اس کی زندگی کا یہ رخ قید پر مشتمل تھا اور اس نے اپنے آپ کو قیدیوں جیسی زندگی میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن اس کی تعلیم اور اس کا معیار زندگی میرے اس خیال کی نفی کرتا تھا۔ وہ کوئی قیدی نہیں تھی' نہ ہی کسی پسے ہوئے غریب فرد کی طرح تھی۔ بلکہ میرے سامنے ایک انتہائی ذہین اور پر تاثیر شخصیت کی حامل خاتون کھڑی تھی۔ اس کے معاشرے نے اسے ایک باعزت مقام دیا ہوا تھا۔ چار دیواری کے اندر رہ کر' حجاب کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر وہ جسمانی ورزش سمیت تمام مصروفیات سرانجام دیتی تھی' وہ اپنے گھر میں اس اعلیٰ مقام پر فائز تھی کہ پورے گھر کے نظام کو چلا رہی تھی یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کے معمولات اور معاملات کی نگران تھی۔

اسی طرح میں نائیجریا گئی' وہاں دو مزید خواتین سے ملاقات ہوئی جنہوں نے میرے نظریات کو مزید تبدیل کر دیا۔ ان کا تعلق ایک ایسے عالم دین کے معتقدین سے تھا جو جہاد کے پرچارک ہیں اور اپنے حامیوں کو ہر لحہ ابھارتے ہیں کہ وہ ایران میں انقلاب کو مد نظر رکھتے ہوئے مغربی استعمار کا مقابلہ کریں اور اپنے ملک کو اسلامی ریاست میں تبدیل کر دیں' ان دو خواتین میں ایک خاتون زینت ابراہیم' شیخ زکی (مذکورہ عالم دین) کی اہلیہ ہیں۔ جبکہ فاطمہ یونس' زینت ابراہیم کی دوست ہیں۔ میں نے ان دونوں خواتین سے درخواست کی کہ "اسلام میں عورت کا مقام" کے موضوع پر ان سے انٹرویو کرنا چاہتی ہوں۔ میری درخواست کو انہوں نے ہنستے مسکراتے قبول کر لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے واضح کیا کہ وہ باحجاب ہیں اس لئے انٹرویو کرنے والی ٹیم میں کوئی مرد شامل نہ ہو۔ پروڈیوسر کے سامنے میں نے یہ صورت حال رکھی تو اس نے انٹرویو کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی۔ میں خاصی نروس تھی اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میں کسی کا انٹرویو کرتی۔ یہ دونوں خواتین بھی خاصی تعلیم یافتہ تھیں۔ انہوں نے بھی انٹرویو کے دوران مغربی طرز حیات کو مسترد کرتے ہوئے اسلام کے نظام حیات کو بہترین قرار دیا۔ جس صحن میں ہم تینوں بیٹھی ہوئی تھیں وہاں کسی بھی مرد کا داخلہ ممنوع تھا۔ یہاں مجھے اسلامی معاشرے میں عورتوں کی برتری کا احساس ہوا۔ یہ ملاقات مسلمان خواتین سے پچھلی تمام ملاقاتوں سے مختلف تھی۔ یہاں ہم نے ماہ رمضان کے اختتام پر منعقد ہونے والی "نماز عید" کی بھی فلم بندی کی۔ میں نے دیکھا کہ ہر طرف آدمی ہی آدمی ہیں' دُور دُور تک سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ میرے خیال کے مطابق اس ہنستی مسکراتی اور چمکتی صبح کو نماز عید کے اجتماع میں تقریباً پانچ لاکھ افراد شریک تھے۔ اگرچہ میں بہت خوش تھی کہ اس اجتماع کی فلم بندی کی ذمہ داری بھی میرے حصے میں آئی ہے مگر میں سوچ رہی تھی کہ یہ کس قیمت پر ہو گی؟ شاید مجھے بھی باحجاب ہو کر یہ ذمہ داری ادا کرنی پڑے۔ ہمیں خواتین کے حصے میں بھیجا گیا لیکن میرے ساتھ کسی مرد کو وہاں جانے کی قطعاً اجازت نہیں تھی سوائے ایک کیمرہ مین اور "ساؤنڈ ریکارڈسٹ" کے۔ ہماری حالت یہ تھی کہ کیمرہ مین نے اپنا سر ایک کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا اور اپنے کیمرہ کو بھی سیاہ لباس پہنایا ہوا تھا۔ ہم ایک ایسی دنیا میں تھے جہاں چاروں اطراف باپردہ خواتین تھیں۔ کسی مرد کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں تھی۔

میں نے بہت سی خواتین سے باتیں کیں اور ان سے جواب وصول کیے۔ میں اعتراف کرتی ہوں ان کی باتوں نے میرے اندر بھی انقلاب کے بیج بکھیر دیئے۔ انہوں نے مجھے قائل کر ہی لیا کہ پردہ اس بات کی علامت ہے کہ اب ہمیں وہ مادہ پرستانہ نظام قبول نہیں ہے جس نے عورت کو گہری پستیوں میں گرا دیا۔ جبکہ اسلام نے عورت کو ایک باعزت اور احترام سے بھرپور مقام عطا کیا ہے۔ ایک خاتون نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا "جسے آپ آزادی کہتی ہیں وہ کوئی آزادی نہیں ہے کہ عورت بے پردہ باہر گھومے پھرے' یہ تو سراسر ظلم ہے کیونکہ مرد چاہتے ہیں کہ عورت ان کے سامنے بے پردہ آئے تاکہ اسے دیکھ کر وہ سفلی خواہشات کو تسکین دے سکیں۔"

اس خاتون کے جملوں میں بھی اسی قسم کا جارحانہ پن تھا جس کا ہم مظاہرہ کرتے ہیں کہ پردہ ظلم کی علامت ہے۔ اس خاتون کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے دیگر خواتین بھی گفتگو کے میدان میں کود پڑیں کہ مغرب کے اندر مرد عورتوں کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں۔ وہ عورتوں کو "آزادی" کا جھانسہ دیتے ہیں حالانکہ وہاں عورت مردوں

کی خواہشات کی غلام ہو چکی ہے۔ یہ عورت کی غلامی ہی تو ہے کہ وہ ان کے سامنے ایک تماشا بن چکی ہے جسے دیکھ کر مرد خوش ہوتے ہیں۔

ان خواتین کی باتوں کے جواب میں' میں نے اس بات پر اصرار کیا کہ عورت کو اپنی مرضی کا لباس پہننے کا اختیار ہونا چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ٹھیک کہتی ہیں کہ عورت کو کسی کے مطالبے پر زیادہ پرکشش بننے کے لئے کسی بھی قسم کی ڈکٹیشن قبول نہیں کرنی چاہئے۔ میں نے اعتراف کیا کہ ہم آج تک مغربی روایات کے دھوکے میں پھنسی ہوئی ہیں جہاں اصول صرف مردوں کی حمایت میں لکھے جاتے ہیں۔

پردے کے انتخاب کے حوالے سے' یہ مسلمان خواتین ایک مضبوط فیصلے کے ساتھ معاشرے کے اندر کھڑی تھیں' جہاں انہیں اپنا کردار بھی ادا کرنا تھا اور مردوں کے ساتھ تعلق کو بھی احتیاطی تدابیر کے ساتھ نبھانا تھا۔ میں نے مردوں کے ساتھ ان خواتین کے تعلقات میں ایک خاموش لیکن بھرپور احترام پایا جس کی مثال مغربی دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ پردہ' مذہب کے ساتھ ان خواتین کے مضبوط اور مستحکم تعلق کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اس لئے میرا اپنا بھی یہی خیال تھا کہ پردے کی مخالفت میں مجھے شکست ہو چکی ہے۔ میرا موقف انتہائی ناقص ثابت ہوا ہے۔

اسلام میں عورتوں کے پاس ہر معاملے میں انتخاب کا حق موجود ہے۔ بلکہ یہ اعتراف کرتی ہوں کہ مسلمان خواتین مجھ سے زیادہ آزاد ہیں۔ انہیں مجھ سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ ان کی طرح میری اپنی زندگی میں بھی مردانہ حاکیت کا عمل دخل ہے۔ لیکن انتخاب میں آزادی کا حق ان کے پاس ہی ہے میرے پاس نہیں۔ میں نے ان خواتین کے دلائل سنے' ان کی طرز زندگی کا مشاہدہ کیا' ان کے دلائل اور میرے مشاہدے نے میرے اپنے نظریات کو برباد کر دیا کہ میں آزادی کی زندگی گزار رہی ہوں۔

فرمان رسول ﷺ

وعن ابی قتادہ رضی اللہ عنه قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ' یقول :

((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ))

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے : "جس شخص کو پسند ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات بخشے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے"۔ (مسلم)

مختلف شہروں میں منعقد ہونے والے مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن کے پروگرام

شہر	مدرس	وقت	ایڈریس
لاہور	محترم ڈاکٹر اسرار احمد	دورانِ تراویح	مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
	اقبال حسین	بعد از تراویح	مسجد نور' چوک مارکیٹ' گلستان کالونی' مصطفیٰ آباد
	نثار احمد خان	بعد از تراویح	مسجد فیض بالمقابل افغان پارک۔ سنت نگر
	رشید ارشد	دورانِ تراویح	۸۷۶۔ این سمن آباد
	فتح محمد قریشی	دوران تراویح	مسجد مرکزی انجمن خدام القرآن۔ اکیڈمی روڈ' والٹن
	علاؤ الدین	دوران تراویح	مسجد العزیز' رچنا ٹاؤن' فیروزوالہ
	نعیم اختر عدنان	دوران تراویح	آمنہ شادی ہال' ونڈالہ روڈ شاہدرہ
	محمد مبشر	بعد از تراویح	کیبن والی مسجد' کینٹ سٹیشن
جھنگ	مختار حسین فاروقی	بعد از تراویح	مسجد عبید اللہ محلہ سلطان والہ جھنگ صدر
ملتان	رحمت اللہ بٹر	دورانِ تراویح	مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی ۲۵۔ آفیسرز کالونی
گوجرانوالہ	شمس العارفین	بعد از تراویح	جامع مسجد فاطمہ' کرسچین ٹاؤن' سیالکوٹ
	شاہد اسلم	بعد از تراویح	جامع مسجد فاروق' باغبانپورہ گوجرانوالہ
گجرات	عبد الرؤف	بعد از تراویح	جامع مسجد دار ابلوچاں' گجرات
فیصل آباد	ڈاکٹر عبد السمیع	دوران تراویح	مسجد العزیز' پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد
	محمد رشید عمر	دوران تراویح	مسجد اتفاق' مدینہ ٹاؤن زیڈ بلاک' فیصل آباد
	ڈاکٹر عبد الرحمٰن	دورانِ تراویح	قرآن ہال' سیٹلائٹ روڈ سرگودھا
	چھ رفقائے تنظیم	دوران تراویح	دفتر حلقہ پنجاب غربی' صادق مارکیٹ ریلوے روڈ فیصل آباد
اسلام آباد	شمس الحق اعوان	دوران تراویح	بر مکان عظمت ممتاز ثاقب 233۔ مارگلہ روڈ F-10/3
کراچی	اعجاز لطیف	دورانِ تراویح	میرج پوائنٹ (سابق محراب گارڈن) یٰسین آباد فیڈرل بی ایریا
	انجینئر نوید احمد	دورانِ تراویح	خواتین کلب۔ آف خالد بن ولید روڈ
	زین العابدین	دورانِ تراویح	قرآن اکیڈمی' ڈیفنس فیز 6
	افتخار عالم	دورانِ تراویح	پلاٹ نمبر 2' نزد مینگل چوک' لانڈھی نمبر 1' بر مکان جمیل احمد
	شجاع الدین	بعد از تراویح	ظفر اسکوائر بالمقابل مدینہ مسجد گلی ۴' برنس روڈ
	احمد خان	بعد از تراویح	سیکٹر 9/C سعید آباد' ضلع غربی
	عامر خان	دورانِ تراویح	جامع مسجد طیبہ' زمان ٹاؤن' کورنگی
	بیگم اعجاز لطیف	10 بجے دن	R-C5 گلشن اصغر' ایئرپورٹ
	بیگم خالد باڑی	10 بجے دن	12۔ فیصل ہاؤسنگ سوسائٹی PAF شہید ملت روڈ
	بیگم افتخار عالم	11 بجے دن	56/127 'K ایریا بر مکان اقبال احمد صدیقی
	بھانجی افتخار عالم	8 بجے شب	37/3 'D-1 ایریا لانڈھی بر مکان ابوذر ہاشمی

نوٹ : ملک کے بہت سے مقامات پر بذریعہ ویڈیو اور کیبل دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام ہو رہے ہیں جنہیں اس فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔

پاکستان کا مستقبل ـــــ راہِ عمل کیا ہو؟

تحریر : شیخ جابر

خبر ہے کہ امریکی ایوانِ نمائندگان نے حال ہی میں بھارت کی حمایت میں ایک قرارداد بھاری اکثریت سے منظور کی ہے۔ اس قرارداد کو بھارت نواز نیویارک کے ڈیموکریٹ کانگریسی گیری ایکرمن کی حمایت حاصل تھی۔ قرارداد میں ہندوستانیوں کو حالیہ کامیاب انتخابات کے انعقاد پر مبارکباد دی گئی نیز واجپائی کو دوبارہ وزیراعظم منتخب ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے صدر کلنٹن سے کہا گیا ہے کہ وہ جنوبی ایشیاء کے کسی بھی دورے میں ہندوستان کو ضرور شامل رکھیں۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ امریکہ نئی دہلی سے اپنے روابط کو وسیع کرتے ہوئے فوجی پارٹنرشپ میں تبدیلی کرے۔"

کیلیفورنیا کے ڈیموکریٹ سام جیڈنسن اور ٹام لنٹن ان کے معاون تھے۔ ری پبلکن کے ۲۰۰، ڈیموکریٹس کے ۱۹۵ جب کہ ایک آزاد ووٹ قرارداد کی حمایت میں آیا۔ ۳۴ ارکان نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ جبکہ دو ری پبلکن (ٹیکساس کے اون ہال اور لڑاہو کے ہیلن چیونتھ) اور دو ڈیموکریٹس (مشی گن کے ڈیوڈ بونیئر اور میساچوسٹس کے ایڈ مارکے) ووٹ مخالفت میں پڑے۔

معروف ڈیموکریٹ سام جیڈنسن ہی نے ایک اور قرارداد پیش کی ہے جس میں پاکستان میں فوجی حکومت کی سخت مذمت کی گئی اور فوری عوامی حکومت کی بحالی کا مطالبہ پیش کیا۔ یہ قرارداد اگرچہ منظور نہ ہو سکی لیکن وہ اسے عالمی تعلقاتِ عامہ کی کمیٹی (HIRC) سے منظور کروا چکے تھے۔

پاکستان کے داخلی معاملات پر بہت سے اراکین نے رائے زنی کی۔ دراصل بالائی سطح پر امریکیوں کے یہی دہرے معیارات ہیں جو مسلمانوں کو ان سے متنفر کرتے ہیں۔ اگر پاکستان، ایران یا افغانستان اپنے ایوانِ نمائندگان میں امریکہ کی کسی عالمی بدمعاشی کی مذمت کرے تو امریکہ اسے جائز نہیں سمجھتا اور یہی عمل وہ خود دہرائیں تو سب ٹھیک ہے۔

اپنی قرارداد منظور نہ ہونے پر جیڈنسن برافروختہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان جیسے مسائل دیگر ممالک کو بھی لاحق ہیں مثلاً روس، لیکن ان مسائل کی بناء پر کوئی بھی یہ مشورہ نہیں دے سکتا کہ وہاں فوج اقتدار سنبھالے۔"

ناطقہ سربگریباں ـــــ اب کوئی اس دانش مند کانگریسی کو سمجھائے کہ بھائی پاکستان کا مسئلہ کرپشن اور ناخواندگی اور جاگیرداری ہے جبکہ روس تو خود ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ وہ مسلسل عالمی اور علاقائی امن کے لئے خطرہ رہا ہے۔ اس کے جنگی جنون کی تازہ مثال افغانستان کے بعد اب چیچنیا پر ہی دوسری بار لشکر کشی اور معصوم و بے گناہ شہریوں کا بے دردی سے قتل ہے اور یہ بات تو خود مغرب مان رہا ہے کہ روس چیچنیا میں انسانیت کا بے دریغ قتل کر رہا ہے۔

بہرحال امریکی ایوانِ نمائندگان میں ہندوستان اور امریکہ کی فوجی پارٹنرشپ کی قرارداد کی منظوری ہماری عسکری و سیاسی قیادت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہندوستان کے جارحانہ عزائم کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ پھر ہمارے ساتھ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم عالمی سطح پر یکتا و تنہا ہیں۔ قرارداد کی منظوری ہندوستان کی سفارتی کامیابی اور پاکستان سے متعلق قرارداد پاکستان کی ناکامی ہے۔ پاکستان کو سفارتی سطح پر ہی نہیں بلکہ ہر محاذ پر جنگی بنیادوں پر کام کرنا ہو گا۔ فرانس اور جرمنی سے روابط مستحکم کئے جائیں۔ نیز پاکستان، ایران، افغانستان اور چین پر مشتمل ایک فوری اور مضبوط اتحاد کی تشکیل کی ضرورت ہے اس میں روس کی آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ اتحاد معاشی اور عسکری سطح پر ہو۔ نیز پاکستان زراعت اور برآمدات کے ساتھ ساتھ میزائل ٹیکنالوجی مارکیٹ میں لے آئے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کئے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں اور ان میدانوں میں ترقی الفاظ کے گولے داغ کر یا نعروں کے ذریعے نہیں ہوتی بلکہ خاموش اور مسلسل جدوجہد سے ہوتی ہے۔ قلم سے لے کر جہاز اور میزائل تک سب ہمیں خود بنانا ہو گا کیونکہ جنگیں کبھی خریدے ہوئے ہتھیاروں سے نہیں جیتی جا سکتیں۔

KHALID TRADERS
NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
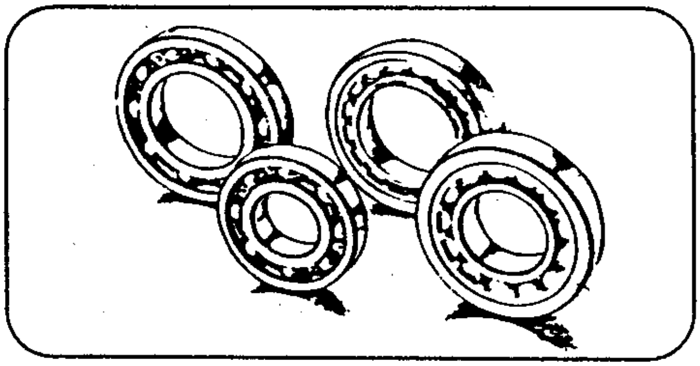
PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

نائب امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ عارف والا

نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے کزن عبداللہ سلیم صاحب جو پہلے لاہور کے ملتزم رفیق تھے' اب ساہیوال منتقل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال وہاں جا کر درس کے کئی حلقے قائم کئے۔ لاہور میں کبھی انہوں نے درس دینے کی کوشش نہیں کی' لیکن اب وہ وہاں ایک ایک گھنٹے کے درس دیتے ہیں اور ایک اچھا حلقہ قائم کیا ہے۔ دو ماہ قبل جب ان کا منتخب نصاب کا دورہ مکمل ہوا تو انہوں نے ایک خاص تقریب کی تھی جس میں ستر' اسی افراد ان کی دعوت پر آئے تھے۔ اس میں انہوں نے حافظ عاکف سعید صاحب کو بھی مدعو کیا تھا۔ اس موقع پر عاکف صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور سورۂ حج کے آخری رکوع کی روشنی میں بیان کیا تھا۔ وہ ایک بہت ہی بھرپور پروگرام تھا۔

عبداللہ سلیم صاحب کے بھائی عبداللہ صابر صاحب جو عارف والا میں رہتے ہیں وہ ڈاکٹر ہیں اور وہاں ایک سکول بھی چلا رہے ہیں۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ عبداللہ سلیم صاحب کا ایک ماہانہ درس عارف والا میں بھی رکھا جائے۔ ان کی دعوت پر اس سلسلے کا جو پہلا پروگرام ہوا' اس میں شرکت کے لئے نائب امیر عاکف سعید صاحب عارف والا تشریف لے گئے۔ ۲۹ نومبر بروز سوموار بعد نماز مغرب یہ تقریب منعقد ہوئی جس کے لئے دعوت نامے بھی تقسیم کئے گئے تھے۔ ڈاکٹر عبداللہ صابر صاحب نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی دلچسپی' محنت اور لگن سے کام کیا۔ عارف والا میں انہوں نے اپنے گھر کے قریب ہی دوست کے مکان کے صحن میں اس تقریب کا انتظام کیا تھا۔ وہاں سو کرسیاں لگائی تھیں لیکن شرکاء کی تعداد اس سے زیادہ تھی لہٰذا ان کے لئے دریوں پر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔

نائب امیر تنظیم اسلامی نے عظمت قرآن کے موضوع پر قرآن مجید کے مختلف مقامات کی روشنی میں گفتگو کی۔ آپ نے سورۂ حشر کی آخری آیت کے حوالے سے فرمایا کہ قرآن مجید کی بھی وہی تاثیر ہے جو تجلی ذات باری تعالیٰ کی تاثیر ہے اور اس کلام کے اندر متکلم یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا عکس موجود ہے۔ اسی طرح سورۂ یونس کی تین آیات میں نوع انسانی کے لئے قرآن مجید کی افادیت کا پہلو بیان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت اور رحمت ہے اور اس میں باطنی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

مزید برآں چونکہ رمضان کی آمد آمد ہے لہٰذا اس حوالے سے رمضان اور قرآن کے تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ رمضان المبارک میں دن کے روزے اور رات کے قیام کی کیا حکمت ہے؟ اور اس کا آپس میں کیا ربط و تعلق ہے؟ اس کے بعد عبداللہ سلیم صاحب نے بھی مختصر سا درس قرآن دیا گویا یہ تمہید تھی کہ وہاں ماہانہ درس قرآن کا پروگرام ہوا کرے گا۔ الحمد للہ یہ پروگرام بہت بھرپور تھا۔ آخر میں رفقاء کی چائے اور لوازمات کے ساتھ تواضع کی گئی۔ اس طرح حلقۂ تعارف بھی وسیع ہوا اور وہاں ماہانہ درس قرآن کی داغ بیل پڑ گئی۔

شارجہ کے امیر جناب ناصر بھٹی صاحب عارف والا کے قریب ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں' اتفاق سے وہ بھی وہاں تشریف لائے تھے ان کے ساتھ ان کے گاؤں کے دو ساتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک تنظیم میں شامل بھی ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ وہاں تنظیم کا ایک حلقہ وجود میں آئے گا۔ (مرتب : ذیشان دانش خان)

اسرہ باجوڑ کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

باجوڑ جو کہ اشاعت التوحید کی توحیدی مساعی کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ اور واقعتاً قرآن کے اس فہم کو جو خالص توحید سے متعلق ہے' اشاعت کے حلقہ نے باجوڑ میں بہت عام کیا۔ لیکن اس توحید کا ہدف اب تقریباً اس معاشرے میں مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ میری مراد اس سے قبر پرستی' تعویذ پرستی وغیرہ وغیرہ ہے۔ لہٰذا یہ کام بہت بڑے پیمانہ پر ہوا ہے۔ مگر توحید کا وہ نقطۂ نظر جو کہ اس کا انقلابی پہلو ہے' اس پر بہت کم کام ہوا۔ لہٰذا جب سے تنظیم اسلامی نے باجوڑ میں درس و تدریس اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا ہے اس نقطۂ نظر کو بڑی پذیرائی مل رہی ہے۔ اس ضمن میں ناظم ذیلی حلقہ مولانا حقانی کے علاوہ باجوڑ ہی کے فعال اور باصلاحیت رفقاء فیض الرحمٰن' گل رحمٰن' گل محمود' محمد نعیم' غازی گل اور فضل الرحمٰن اس فکر کو پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ وہاں کے علماء کے پاس جانا' ان کے ساتھ بات کرنا' ان کو پروگراموں میں بلانا اور ان کو لٹریچر فراہم کرنا روز کا معمول بن چکا ہے۔ پچھلے دنوں ۱۳' نومبر کو باجوڑ میں ان ساتھیوں نے ایک بہت بڑا ایک روزہ پروگرام کیا۔ جس میں تقریباً ۲۰۰ افراد نے بھرپور شرکت کی۔ شرکاء میں باجوڑ کی اکثریت اس بات کی غماز تھی کہ تنظیم اسلامی کو وہاں کا ذہین طبقہ کس نظر سے دیکھتا ہے۔ پروگرام کے مقررین میں اشاعت التوحید علاقہ باجوڑ کے سب سے بڑے قرآن خوان باچا صاحب بھی شامل تھے۔

گل رحمان صاحب نے باوجود بیمار رہنے کے دین و مذہب کا فرق دلنشین پیرائے میں بیان کیا۔ اسرہ خار کے نقیب فیض الرحمٰن نے اقامت دین کے لئے قرآن کی اصطلاحات اور ان کے نفاذ کی ضرورت پر مفصل بیان کیا۔ ناظم ذیلی حلقہ مولانا غلام اللہ حقانی نے "منہج انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر سوا گھنٹہ خطاب کیا۔ انہوں نے قرآن مجید کے نظریہ توحید پر مفصل بات کی اور بتایا کہ کس طرح اس نظریہ کے ذریعے حضرت محمدؐ نے اسلامی انقلاب کو برپا کیا۔ انہوں نے مختلف نظام ہائے زندگی اور اسلام کا موازنہ کر کے اس بات کو ثابت کیا کہ فی زمانہ کے مسائل کا واحد حل نہ کمیونزم ہے' نہ سوشلزم' نہ سرمایہ دارانہ نظام اور نہ جمہوریت۔ بلکہ دنیا کو اگر مسائل کی اس دلدل سے نکالنے کا کوئی واحد حل ہمارے پاس ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ آخر میں باچا صاحب نے عظمت قرآن کے موضوع پر بات کی۔ اور دعا فرمائی۔ (رپورٹ : غازی گل)

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ ڈویژن کا دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی پاکستان کے ملتزم رفقاء کا سالانہ اجتماع منسوخ ہوا تو امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلم صاحب نے مشورہ سے ۱۳' ۱۴ نومبر کو تربیتی پروگرام کا اعلان کر دیا تاکہ حلقہ کے تمام رفقاء کو مل بیٹھنے اور اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم ہو۔ راقم کو پروگرام تشکیل دینے کا کہا گیا۔ یہ تربیت گاہ مرکز الہدیٰ نزد کسان آئل ملز سوموره تحصیل وزیر آباد میں منعقد ہونا قرار پائی۔ راقم نے پروگرام کی تفاصیل امراء تنظیم کو ارسال کر دیں۔

۱۳/ نومبر کو بعد نماز عصر پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت جناب حافظ مشتاق احمد نے حاصل کی۔ افتتاحی کلمات اور تربیت گاہوں کی ضرورت و اہمیت پر جناب خالد حماد نے تفصیلی روشنی ڈالی' جو شیخوپورہ سے تشریف لائے تھے۔ درس قرآن کے لئے امیر حلقہ جناب شاہد اسلم صاحب کو مدعو کیا گیا۔ انہوں نے سورۃ الانعام کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۵ کا درس دیا۔ اور واضح کیا کہ ایک اسلامی معاشرے کی اساس کیا ہے اور اس میں بسنے والے افراد کی خصوصیات کیا ہونی چاہئیں۔ "صراط مستقیم" جس کے لئے ہم سب مسلمان ہر رکعت میں کھڑے ہو کر التجا کرتے ہیں' وہ یہی کتاب مبارک ہے' جس کا نام "قرآن مجید" ہے۔

نماز مغرب کے بعد موضوع تھا "اسلام اور عصر حاضر کے تقاضے"۔ اس موضوع پر حافظ مشتاق احمد (گوجرانوالہ) نے نماز عشاء تک قرآن' حدیث اور تاریخ سے استنباط کرتے ہوئے تفصیلی گفتگو کی۔ یہود اور نصاریٰ کی مختلف

اوقات میں مختلف پالیسیوں کی نشاندہی بھی کی۔ سوشلزم‘ کمیونزم‘ سیکولرازم کے ساتھ ساتھ سرمایہ داروں‘ جاگیرداروں کے علاوہ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ کا تفصیل سے ذکر کیا۔ آخر میں سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔
نماز عشاء کے بعد کھانے کا پروگرام تھا۔ اس کے بعد "والدین کے حقوق" کے موضوع پر پروفیسر محمد اشرف صاحب (گجرات) نے گفتگو کی۔ حالات حاضرہ کا موضوع جناب محمد حسین صاحب (منڈی بہاؤالدین) کے ذمہ تھا۔ انہوں نے چند واقعات کی نشاندہی کرنے کے بعد مذاکرے کا سماں پیدا کر دیا۔ اور رفقاء سے سوال کیا کہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ ان حالات میں تنظیم اسلامی پاکستان کو کیا کردار ادا کرنا چاہیئے؟ اکثر رفقاء کی طرف سے یہ رائے آئی کہ تنظیم اسلامی پاکستان کو اسی نہج پر کام کرتے رہنا چاہیئے جس پر وہ چل رہی ہے۔ اور کسی صورت بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ کچھ مزید آرا بھی آئیں جو امیر حلقہ جناب شاہد اسلم صاحب کو تحریر کر کے دے دی گئیں۔ تاکہ شوریٰ کے اجلاس میں پیش کر دیں۔

آج کے دن کا آخری پروگرام سونے کے آداب اور تہجد کی فضیلت و اہمیت تھا۔ اس کے بعد اجتماع کی کارروائی مسنون دعا کے ساتھ ختم کر دی گئی اور رفقاء سونے کی تیاری کرنے لگے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد "تجوید کی اہمیت اور ضرورت" پر راقم نے قرآن پاک کی آیات کے حوالہ سے گفتگو کی۔ اس لئے کہ "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً" کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک تجوید سے تلاوت نہ کی جائے۔ رفقاء پر زور دیا گیا کہ وہ تجوید القرآن کے اصول و قواعد جلد از جلد سیکھیں۔ تنظیم اسلامی کی اساسی دعوت "تجدید ایمان‘ توبہ اور تجدید عہد" پر امان اللہ خان صاحب نے لیکچر دیا جو پرتاثیر تھا۔ بعد ازاں "سیرت نبوی ﷺ" کے موضوع پر سوال و جواب کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ اگلا موضوع "Time Management" شمس العارفین صاحب (سیالکوٹ) کے ذمہ تھا۔ انہوں نے تنظیمی اوقات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان کے بعد "نظام خلافت" کیسے قائم ہوگا؟ اس پر مذاکرہ منعقد ہوا۔ محمد ناصر صاحب (گجرات) نے تمہیدی گفتگو کے بعد رفقاء کو اظہار خیال کے لئے موقع فراہم کیا۔ آخر میں رفقاء نے اپنا اپنا تعارف کرایا اور مسنون دعا کے ساتھ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : خادم حسین)

تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر کا ماہانہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی میرپور کا ماہانہ تربیتی پروگرام طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق بروز ہفتہ ۲/۲۷ اکتوبر حسب معمول بعد از نماز مغرب شروع ہوا۔ تقریباً تمام حاضرین نے پروگرام میں کل وقتی شرکت کی۔ نماز کے بعد لحن جلی کے بارے میں تھوڑی دیر بیان ہوا۔ جس میں تمام رفقاء کو قرآن پاک صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین کی گئی۔ کیونکہ قرآن میں تھوڑے سے تلفظ کی غلطی سے مفہوم کے اندر فرق آ سکتا ہے۔ اس کے بعد ویڈیو پر امیر تنظیم اسلامی کا خطاب باعنوان "خطباتِ خلافت" دکھایا گیا۔

ویڈیو پروگرام کے بعد سید محمد آزاد نے درسِ حدیث دیا اور قرآن مجید کے ساتھ تعلق جوڑنے کی تلقین کی گئی۔ نماز تہجد کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا اور اس کے بعد ادعیہ ماثورہ کے بارے میں مختصر سا مذاکرہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد سورۃ لقمان کے ایک رکوع کا درس قرآن سید محمد آزاد صاحب نے دیا۔ اس کی بعد اس کے لائحہ عمل کیلئے مشورہ ہوا پھر ناشتہ کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : خالد عطا)

اُسرہ ایک سالہ کورس کا تربیتی اجتماع

گیارہ نومبر بروز جمعرات اُسرہ ایک سالہ کورس کا ماہانہ تربیتی اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع قرآن اکیڈمی میں بعد از نماز مغرب شروع ہوا اور تقریباً عشاء تک جاری رہا۔ سب سے پہلے نقیب اُسرہ جناب ممتاز بخت صاحب نے تلاوت قرآن سے اس کا آغاز کیا۔ بعد میں محترم رفیق عطاء اللہ صاحب نے تلاوت قرآن سے اس کا آغاز کیا۔ بعد میں محترم رفیق عطاء اللہ صاحب نے سورۃ الماعون پر درس دیا۔ بعد ازاں محمد زبیر صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے واضح کیا کہ دین میں کچھ نوافل ہیں۔ کچھ سنن ہیں۔ کچھ واجبات اور کچھ فرائض ہیں۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ بحیثیت مسلمان ہم پر کتنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسی طرح اگر ہم فرائض میں سے ایک بھی جو اللہ نے ہمارے ذمہ لگائے ہیں‘ بھول گئے ہیں تو ہم جواب دہ ہوں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کا پہلا فرض یہی ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے ذمہ کیا کیا فرائض لگائے ہیں۔

آخر میں تمام رفقاء سے ایک ایک دعاء ماثورہ سنی گئی۔ نقیب اُسرہ جناب ممتاز بخت صاحب نے اس پروگرام کو بہتر بنانے کے لئے رفقاء سے مشورے لئے۔ دعائیہ کلمات پر اس مجلس کا اختتام ہوا۔

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفیق شکیل احمد کے والد خلیل احمد یکم دسمبر کو قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ رفقاء سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ہمارا مطالبہ ‘ ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ایک بار پھر میدان میں آؤں گا۔ (نواز شریف)
✪ غالباً ہیٹرک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
☆ طالبان حکومت نے افغانستان میں ہتھیار لے کر چلنے پر پابندی عائد کر دی۔ (ایک خبر)
✪ امن و امان کے قیام کا مجرب نسخہ
☆ اسلامی نظام کے قیام کے لئے جان کی قربانی دینی پڑی تو بھی دریغ نہیں کریں گے۔ (حافظ ادریس)
✪ کاش! اس جذبہ صادق پر عمل درآمد بھی کیا جائے۔
☆ اگر نواز شریف استعفیٰ مانگتے تو انکار نہ کرتا۔ (جنرل پرویز مشرف)
✪ جہانگیر کرامت کی طرح
☆ حکومت اور جماعت اسلامی میں پہلا رابطہ۔ (ایک خبر)
✪ گویا جماعت اسلامی کا موجودہ حکومت سے "باضابطہ رابطہ" ہو گیا۔
☆ قوم جانتی ہے طاہر القادری کس کے اشارے پر میری کردار کشی کر رہے ہیں۔ (شیخ رشید)
✪ شیخ صاحب! آپ جیسے "باکردار" شخص کو ایسے لوگوں سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے۔
☆ ماڈل ٹاؤن لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان کرکٹ میچ کھیلا گیا۔ (ایک خبر)
✪ "اسلامی جمہوریہ پاکستان زندہ باد"
☆ بھٹو کی پھانسی پر مٹھائیاں تقسیم کرنے والوں کو اب کیوں ہوش آیا ہے۔ (پیپلز پارٹی)
✪ اپنا "انجام" جو سامنے نظر آ رہا ہے اس لئے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 46
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے ادارت:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

دعوت فکر

ہر سال دینی اجتماعات کے باوجود دین مغلوب کیوں؟

تحریر: حافظ محمد مشتاق ربانی، گوجرانوالہ

اکتوبر نومبر کو دینی اجتماعات کے مہینے قرار دیئے جائیں تو غلط نہ ہو گا۔ ہر جماعت کے کارکن ان دنوں بھرپور متحرک نظر آئے اور ہر کوئی اپنے اجتماعات کے لئے دعوت دے رہا تھا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ تمام دینی جماعتوں کے سالانہ اجتماعات بھرپور ہوئے اور کوئی بھی اپنے شرکاء کی تعداد لاکھوں سے کم بتانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایک کا دعویٰ تھا کہ ان کے سالانہ پروگرام میں اس مرتبہ ۳۵ لاکھ افراد شریک ہوئے، اور دوسری کا اصرار تھا ان کے شرکاء دس لاکھ سے متجاوز تھے اور تیسری کا دعویٰ تھا کہ ان کے شرکاء چھ لاکھ سے کم کسی صورت میں نہ تھے۔

ان جماعتوں میں سے کچھ صرف نفس کو مانجھنے پر زور دیتی ہیں، کچھ نے صرف آزادی کشمیر کے لئے اپنی توانائیوں کو خرچ کرنے کی منت مانی ہوئی ہے، کچھ نے احیاء سنتوں کے ساتھ بدعات کو ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس کی ہوئی ہے، کچھ انتخابی سیاست کے ذریعے سے ملک کی تقدیر بدلنے کے زعم میں ہیں۔ کئی جماعتوں کو صرف لفظ انقلاب سے دوستی ہے اور اگر کوئی فی الواقع خلافت کی خواہاں ہے تو وہ افرادی قوت سے محروم ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اتنے عظیم الشان اجتماعات منعقد ہونے کے باوجود باطل پرستوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، انہیں کوئی خطرہ نہ ہوا، ان کی ایوانوں میں زلزلہ کے آثار تک ظاہر نہ ہوئے۔ باوجود اس کے کہ ان اجتماعات میں "دعاءِ عریض" خاص اہمیت رکھتی ہے، لاکھوں لوگوں نے خدا کے حضور اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کیا، لاکھوں آنکھوں نے اللہ کے حضور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا بلکہ قنوت نازلہ کے ذریعے امت مسلمہ کی بہتری کیلئے التجا کی، لیکن مصائب کے بادل چھٹتے دکھائی نہیں دیئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا دعائیں نہیں سنتا، بلکہ وہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے کچھ شرائط متعین کرتا ہے۔

دراصل ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو بھول چکے ہیں، خاص طور پر نہی عن المنکر کی ذمہ داری ہم حکومت وقت پر ڈال دیتے ہیں۔ ہمارے دینی پیشوا، باطل پرستوں سے دوستی لگائے بیٹھے ہیں اور اکثر دینی پیشوا اپنے مقتدیوں کو دین اسلام کے لئے بغاوت سے باز رکھنے کے لئے مذہبی افیون کی پڑیاں دیتے ہیں۔ اگر ہمارے یہ زعماء احتجاج بھی کرتے ہیں تو صرف غیر اہم کاموں کو ایشو بناتے ہیں اور اپنے کارکنوں کی صلاحیتوں کو سیاسی ٹولہ کے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اکثر دینی جماعتوں کے ایجنڈے میں فی الواقع ایک اسلامی ریاست کا قائم کرنا موجود ہی نہیں اور اگر وہ اسلامی ریاست کی بات کرتے بھی ہیں تو محض رسمی کرتے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر صرف اور صرف فرد کی محدود اصلاح ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم روایتی جمہوریت کی بجائے خلافت کو بطور نظام پیش کریں۔ اس مقصد کے لئے ہمیں اسلام کو اپنے مقتدیوں میں مذہب کی بجائے ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر پیش کرنا ہو گا۔ عصر حاضر میں اسلام کو بطور مذہب پیش کرنے پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ نام نہاد مذہبی پیشوا بھی سیکولرازم کا شکار ہو چکے ہیں کیونکہ وہ بھی سیاست کو دین کا جزو قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

الغرض ہمیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو نظام خلافت کے قیام کے لئے اپنی دعوت کا مستقل حصہ بنانا ہو گا اور ساتھ ہی اسلام کو مذہب کی بجائے بطور دین پیش کرنا ہو گا تو تب ہم ملت اسلامیہ کی وحدت اور عظمت کا خواب دیکھ سکیں گے اور اس راستے میں بدر و احد کی یاد بھی تازہ ہو سکتی ہے۔

اطلاع تبدیلی پتہ

دفتر تنظیم اسلامی گجرات کا ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب کی اطلاع کے لئے نیا ایڈریس درج ذیل ہے:

دفتر تنظیم اسلامی، دار البلوچاں،
عقب پرانی جیل گجرات (فون: 25058)

اِن شاء اللہ العزیز اس سال ماہِ رمضان المبارک میں
جامع القرآن، قرآن اکیڈمی
ماڈل ٹاؤن میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت
ڈاکٹر اسرار احمد
خود حاصل کریں گے

- عشاء کی جماعت ان شاء اللہ ٹھیک 30 : 7 پر کھڑی ہو گی اور ہر چار نماز تراویح سے قبل متعلقہ حصے کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان ہو گی۔
- آٹھ رکعت تراویح کے بعد 20 منٹ کا وقفہ ہو گا۔
- نماز تراویح سے فراغت ان شاء اللہ رات 30 : 12 تک ہو جائے گی۔
- خواتین کے لئے پردہ کا اہتمام ہو گا۔